بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۹م

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ — عَسٰٓى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

یوم پنجشنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۵/۲۰	۱۴ شہادت ۱۳۴۵ ہش ۔ ۲۱ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ ۔ ۱۴ اپریل ۱۹۶۶ء	نمبر ۸۵

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالےٰ جس کام کے لئے کسی کو پیدا کرتا ہے اس کے مناسب حال قویٰ بھی عطا فرماتا ہے

نفس پر قابو اور تحمّل و برداشت کی ایک تابندہ و درخشندہ مثال

(۱) "مَیں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا تعالےٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے میرے نفس کو گندی سے گندی گالیاں دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہو گا اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہ سکا۔"

(۲) "اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کھانے کے متعلق میں اپنے نفس میں اتنا تحمّل پاتا ہوں کہ ایک پیسہ پر دو وقت بڑے آرام سے بسر کر سکتا ہوں۔ ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ انسان کہاں تک بھوک کی برداشت کر سکتا ہے اس کے امتحان کے لئے چھ ماہ تک میں نے کچھ نہ کھایا۔ کبھی کوئی ایک آدھ لقمہ کھا لیا اور چھ ماہ کے بعد میں نے اندازہ کیا کہ چھ سال تک بھی یہ حالت لمبی کی جا سکتی ہے۔ اس اثناء میں دو وقت کھانا گھر سے برابر آتا تھا اور مجھے اپنی حالت کا اخفا منظور تھا۔ اس اخفاء کی تدابیر کے لئے جو زحمت اٹھانی پڑتی تھی شاید وہ زحمت اوروں کو بھوک سے نہ ہوتی ہوگی۔ میں دو وقت کی روٹی دو تین مسکینوں میں تقسیم کر دیتا۔ اس حال میں نماز پانچوں وقت مسجد میں پڑھتا اور کوئی میرے آشناؤں میں سے کسی نشان سے پہچان نہ سکا کہ میں کچھ نہیں کھایا کرتا۔

خدا تعالےٰ نے جس کام کے لئے کسی کو پیدا کیا ہے اس کی تیاری اور لوازم اور اس کے سرانجام اور مہمات کے طے کے لئے اس میں قوےٰ بھی مناسب حال پیدا کئے ہیں۔ دوسرے لوگ جو حقیقتاً فطرت کے مقتضا سے وہ قویٰ نہیں رکھتے اور ریاضتوں میں پڑ جاتے ہیں۔ آخر کار دیوانے اور مخبوط الحواس ہو جاتے ہیں۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۵۷، ۲۵۸)

اخبار احمدیہ

— ربوہ ۱۳ اپریل۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

— راولپنڈی (بذریعہ ڈاک) جیسا کہ قبل ازیں اطلاع شائع ہو چکی ہے۔ مکرم چوہدری احمد جان صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع راولپنڈی کافی عرصہ سے تشویشناک طور پر بیمار ہیں اور سنٹرل ہسپتال راولپنڈی میں بغرض علاج داخل ہیں۔ احباب جماعت خاص توجہ اور درد کے ساتھ بالالتزام دعائیں کریں کہ اللہ تعالےٰ مکرم چوہدری صاحب کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

— اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۶۶ء کو عبد المنان خان صاحب سینئر انجینئر پاکستان اٹامک انرجی کمیشن و ڈاکٹر فرحت نسیم صاحبہ کو کیمبرج۔ بوسٹن (امریکہ) میں پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ نومولود محترم ملک عبد المالک صاحب آف لاہور کا پوتا اور محترم ڈاکٹر جلال الدین صاحب کراچی کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا کرے اور اسے نیک صالح اور خادم دین اور بلند اقبال بنائے آمین

عبد المنان خان صاحب امریکہ کی مشہور یونیورسٹی ایم۔ آئی۔ ٹی کیمبرج میں ڈی ایس کا نیوکلیئر انجینئرنگ و ریسرچ کر رہے ہیں۔ اور ان کی بیوی نے میڈیکل میں ایم ڈی کا امتحان دیا ہے۔ احباب جماعت ان دونوں کی نمایاں کامیابی کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

فوری ضرورت

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

فضل عمر ہسپتال میں ایک میڈیکل گریجوایٹ ڈاکٹر کی فوری ضرورت ہے گریڈ گورنمنٹ کے گریڈ کے مطابق حسب ذیل ہوگا۔ ایسے احمدی ڈاکٹر فوری توجہ فرمائیں گے۔ نوجوان ڈاکٹر جنہوں نے حال ہی میں ڈگری حاصل کی ہو کو ترجیح دی جائے گی۔

گریڈ ۹۲۵-۴۰/۵۲۵-۳۵-۳۵۰

ٹیکنیکل تنخواہ ۲۵ روپے ماہانہ

کرایہ مکان ۲۵ " "

درخواستیں مع سرٹیفکیٹ چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال کے نام آنی چاہئیں۔

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۶۶ء

احمدیوں کی کامیابی کے اسباب

گزشتہ اداریوں میں چوہدری غلام محمد صاحب کے مضمون سے ہم نے حوالے دیکر ثابت کیا ہے کہ چوہدری صاحب کا یہ لکھنا کہ قادیانی بھی مشرقی افریقہ میں ناکام ہیں سراسر غلط ہے اور یہ محض مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے لکھا گیا ہے۔ گزشتہ اداریہ میں ان اسباب پر مختصراً بحث کی گئی ہے۔ چوہدری صاحب نے نعوذ باللہ "قادیانیوں" کی ناکامی کے اسباب پر جو فرمایا ہے۔ یہ ٹکڑا ہم نے ۱۰ اپریل کے اداریہ میں نقل کیا ہے۔ ہم نے بتایا ہے کہ جن باتوں کو توڑ مروڑ کر آپ "قادیانیوں" کی مزعومہ ناکامی کے اسباب فرماتے ہیں۔ اگر ان کو صحیح زاویہ سے دیکھا جاوے تو یہی احمدیوں کی کامیابی کے اسباب ہیں۔

یہاں اس بات میں ہم نہیں پڑنا چاہتے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو نبوت کا دعوے کیا ہے اس کی صحیح صورت کیا ہے اور ایسا دعوے ہرگز نئی نبوت کا دعوے نہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر چوہدری صاحب میں ذرا سی تحقیقات کا مادہ ہو تو وہ ایک معمولی لکھے پڑھے احمدی سے اس کے متعلق معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ جو اگر نیت درست ہو تو انشاء اللہ تسلی بخش ہونگی۔

بہر حال ہم یہاں نبوت کے متعلق بحث کرنا نہیں چاہتے۔ دراصل مشکل یہ ہوگئی ہے کہ فی زمانہ خود مسلمان بھی تعلق باللہ کے منکر ہوگئے ہیں۔ اور ان پر بھی زمانہ کی مادہ پرستی کا سایہ پڑ گیا ہے۔ اس لئے نہ تو وہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا خیال کرتے ہیں اور نہ اب یہ مانتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے خود قرآن کریم نازل کیا ہے۔ اسی طرح خود ہی حفاظت کا سامان بھی کرتا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں خود کلام اللہ کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون

یعنی جس طرح ہم نے خود قرآن کریم نازل کیا ہے۔ اسی طرح ہم خود ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار بھی ہیں۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے جو انا نحن نزلنا الذکر فرمایا ہے اس کی کیا صورت وجود میں آئی ہے۔ صورت واضح ہے اور یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک پاک انسان کو کھڑا کیا جو اس کی وحی کو قبول کرتا ہے اور اس کو نہ صرف محفوظ کرتا ہے بلکہ اس کو زیر عمل لا کر صحابہ کرام رض کے سامنے اپنا نمونہ پیش کرتا ہے۔

اس سے منطقی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ انا له لحافظون کے متعلق بھی اللہ تعالےٰ نے ویسے ہی اسی قسم کے وسائل اختیار رکھتے ہیں۔ جس طرح کے وسائل نزول القرآن کے متعلق اختیار کئے۔ چنانچہ اس نص کی تائید حدیث مجددین نہایت وضاحت سے کرتی ہے۔ اس حدیث میں تفصیل سے بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم کی حفاظت یا دوسرے لفظوں میں تجدید دین بعض اپنے پاک بندوں کے ذریعہ ہی سرانجام دے گا۔ اب جس طرح قرآن کریم کے نازل ہوجانے سے تکمیل نہیں ہوسکتی۔ بلکہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ بھی ضروری تھا۔ بعینہٖ اسی طرح قرآن کریم کا موجود ہونا اور مجدد وقت کا محض وجود حفاظت کے فعل کو پورا نہیں کر سکتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مجدد وقت اللہ تعالےٰ کی راہنمائی میں اسوۂ رسول اللہ کے مطابق قرآنی تعلیمات پر عمل کرکے دکھائے۔ اور اپنے زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے ان تعلیمات کو اپنے اعمال سے اجاگر کرکے دنیا کے سامنے پیش کرے۔ اور یہ سب کچھ محض اپنی عقل کے سہارے سے نہ کرے بلکہ اللہ تعالےٰ کی راہنمائی سے کرے ورنہ

انا له لحافظون

کی ذمہ داری سرانجام نہیں پا سکتی۔

اب ایک معمولی دماغ کا انسان بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ اگر یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجددین حفاظت دین کے لئے برپا کرتا ہے تو اس کا علم ان لوگوں کو بھی ہونا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ اس لئے اس کو برپا کیا جاتا ہے تا کہ عام مصلح سے ایک مجدد وقت کا امتیاز کیا جا سکے۔ ورنہ اس تردد کی قطعی ضرورت نہیں۔ لہٰذا ایسے مجدد کے لئے لازم ہے کہ وہ اس بات کا ثبوت لوگوں کے سامنے رکھے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو اس زمانہ میں تجدید دین کے لئے کھڑا کیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس قسم کے ثبوت یا بینات مجدد وقت کو بھی عطا ہوں جس طرح کے بینات ایک نبی کو ملتے ہیں۔ اور اس کو بھی اللہ تعالےٰ کی مدد اسی طرح حاصل ہو۔ جس طرح کی مدد ایک نبی کو ملتی ہے۔ اسی طرح کی قوتیں اس کو بھی دی جائیں۔ جس طرح کی قوتیں ایک نبی کو دی جاتی ہیں تا کہ وہ اسوۂ حسنہ رسول اللہ کا صحیح نمونہ حسب ضرورت اپنے زمانے کے لوگوں کے سامنے رکھ سکے۔

حدیث مجددین میں راس کل مائة سنة کی مدت بیان کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر ایک سو سال کے بعد دین میں لوگوں کی طرف سے برائیاں داخل ہوجاتی ہیں۔ جن سے دین کو پاک کرنا ضروری ہوتا ہے۔ تا کہ وانا له لحافظون کا وعدہ پورا ہو سکے اس سے یہ اصول بھی مستنبط ہوسکتا ہے کہ جب کبھی ایک سو سال سے بھی کم مدت میں ایسی خرابیاں ظہور پذیر ہونے لگیں تو مجددین تواتر کے ساتھ آ سکتے ہیں۔ خیر یہ امر یہاں زیر بحث نہیں ہے بلکہ ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آج کا زمانہ سب مسلمانوں اور غیر مسلموں کے نزدیک ایسا زمانہ ہے۔ جس کو احادیث نبوی میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ دین ثریا پر چڑھ جائے گا۔ ہمیں یہاں اس کی زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم ایسی آیات اور احادیث موجود ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ دنیا پر ایک ایسا سخت زمانہ آنے والا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ٹھیک ایسے زمانہ میں وہ مجدد مبعوث ہوگا۔ جو مسیح موعود یا الامام المہدی کہلائے گا

لا مہدی الا عیسیٰ (حدیث)

یعنی ایک شخص ہوگا جو ایک پہلو سے تو مسیح ابن مریم کی خو بو رکھتا ہوگا۔ اور دوسرے پہلو سے وہ امت محمدیہ کا فرد ہوگا۔ ظاہر ہے کہ ہر مجدد کی طرح ایسے انسان کو بھی اللہ تعالےٰ ہی برپا کرے گا۔ اور اس کو وہی قوتیں عطا کرے گا جو دوسرے مجددین کو عطا کرتا ہے۔ فرق یہ ہوگا کہ یہ مجدد ایسے زمانہ میں آئے گا۔ جب تجدید و احیائے دین کا کام سخت مشکل ہو چکا ہوگا۔ کیونکہ صرف غیر مسلم بلکہ خود مسلمان بھی تعلق باللہ سے منکر ہو کر اصلاح دین کا کام اپنی عقل یا اٹکل سے سرانجام دینے کے قائل ہوجائیں گے۔

اگرچہ ہر مجدد کو اس رکاوٹ سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ کیونکہ ایمان میں کمزوری ہی کی وجہ سے تو وہ مبعوث ہوتے ہیں۔ لیکن مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تو یہ رکاوٹ پہاڑ کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "فی حلل الانبیاء" مبعوث کیا جاتا۔ اور ضروری تھا کہ مسلمان اس کے ساتھ مل کر اس زمانے کے کفر و الحاد کا جو تمام حدود سے تجاوز کر گیا ہے مقابلہ کرتے ضروری تھا کہ مسیح موعود علیہ السلام کو ایسے بینات دیئے جاتے۔ جن سے اس کی پہچان ہوجائے۔

جماعت احمدیہ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی میں وہ اوصاف اور نشانات دیکھ کر آپ کو مسیح موعود اور الامام المہدی مان لیا ہے۔ اور اس فرستادہ حق کی فوج میں شامل ہو کر ہر محاذ پر کفر و الحاد کا مقابلہ کر رہی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ ہر محاذ پر اللہ تعالےٰ کے فضل سے فتح حاصل کر رہی ہے۔

● حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:-

"فوری ضرورتوں پر کام آنے والے روپے کے سوا تمام روپیہ جو بنکوں میں دوستوں کا جمع ہے وہ بطور امانت خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل ہونا چاہیئے۔"

(افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ)

اظہارِ حقیقت

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کی زندگی کا ایک ایک سانس اسلام کی سربلندی کیلئے وقف تھا

(مکرم سیّد ابو ظفر نازش صاحب رضوی کے قلم سے)

(مکرم نازش صاحب رضوی نے یہ مضمون الفضل کے فضل عمرؓ نمبر کے لئے تحریر فرمایا تھا لیکن افسوس ہے کہ بعض ناگزیر اسباب کی وجہ سے اس میں شائع نہ ہو سکا۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ امام جماعت احمدیہ سے میری پہلی ملاقات دسمبر ۱۹۳۹ء کے پہلے ہفتہ میں بمقام قادیان ایک خاص صورتِ حال کے تحت ہوئی۔ اور وہاں میرا قیام دسمبر کے اخیر تک رہا۔ اِس عرصہ میں مجھے حضرت صاحب سے تین بار شرفِ ملاقات حاصل ہوا اور ہر بار میں اُن کی مقناطیسی کشش سے نہایت متاثر ہوا۔ میں ایک شتیقینی پختہ کار شیعہ ہوں اِس لئے بظاہر میرا قادیان جانا اور پھر مہینہ بھر وہاں قیام کرنا ایک عجیب سی بات تھی مگر حالات کچھ ایسے تھے کہ میرا قادیان جانے کے بغیر چارۂ کار نہ تھا۔

میں اُس زمانہ میں دہلی میں مستقل طور سے مقیم تھا۔ بات یہ ہوئی کہ اُن دنوں میری کچھ نظمیں یکے بعد دیگرے اخبارات و رسائل میں شائع ہوئیں جن سے انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت کا پہلو نکلتا تھا اس پر حکومت کی طرف سے میرے خلاف خفیہ تفتیش ہونے لگی اور مقدمات مرتب کئے جانے لگے۔ اسی اثناء میرا ایک نہایت معزز غیر مسلم دوست اپنے بعض دیگر اِسی نوعیت کے افعال پر حکومت کے زیرِ عتاب تھا۔ اُس سِلسلہ میں میرا نام بھی خفیہ طور پر شاملِ تفتیش کر لیا گیا۔ چنانچہ میرے اُس غیر مسلم دوست کی گرفتاری عمل میں آئی مگر میری گرفتاری کسی وجہ سے چند گھنٹوں کے لئے ملتوی کر دی گئی۔ اِس پر میرے چند با اثر اور مخلص شیعی و سُنّی دوست جو ملکی حالات سے زیادہ باخبر اور جماعتِ احمدیہ سے حُسنِ ظن رکھتے تھے دہلی میں اکٹھے ہوئے اور میرے بچاؤ کی تدابیر پر بحث ہونے لگی۔ انہوں نے طویل بحث کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ وہ حکومت کے اعلےٰ ارکان سے مل کر میرا معاملہ رفع دفع کرانے کی کوشش کریں۔ مگر مجھے فوراً دہلی کو چھوڑ دینا اور چند دن کسی ایسے مقام پر چلا جانا چاہیئے جہاں کسی قسم کی جاسُوسی، شرارت اور جاسوسی کا امکان نہ ہو۔ اِس سلسلے میں اُن کی نظر قادیان پر پڑی اور مجھے مشورہ دیا کہ میں چند دن کے لئے وہاں چلا جاؤں۔ چنانچہ میں کسی دوسرے دوست یا عزیز کو بتائے بغیر قادیان پہنچ گیا اور وہاں میں نے یہ ظاہر کیا کہ وہاں کی عظیم الشان لائبریری سے علمی استفادہ کرنے کی غرض سے آیا ہوں۔ چونکہ اِس مقصد کے لئے اکثر اعلےٰ علمی ذوق رکھنے والے افراد وہاں پہنچ جایا کرتے تھے اِس لئے میری بات پر یقین کر لیا گیا اور سچ مچ کسی نے زیادہ ٹوہ لگانے کی کوشش نہ کی۔

میں پہلے دن ہی بالکل مطمئن ہو گیا۔ میرا قیام مہمان خانے میں ہوا۔ وہاں مجھے پتہ چلا کہ امام صاحبؓ جماعتِ احمدیہ کے پرائیویٹ سیکرٹری جناب چوہدری بشیر احمد خان بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی ہیں (جو آجکل لاہور میں اوقاف کمشنر ہیں) وہ نہ صرف میرے شناسا تھے بلکہ میرے استاد بھی رہ چکے تھے۔ میں اُن سے ملا تو وہ بے حد خوش ہوئے۔ میری خواہش پر انہوں نے حضرت صاحب سے میری ملاقات کا فوراً انتظام کر دیا۔

ملاقات کا انتظام ہوتے ہی میں دارالخلافت پہنچا اور جب چند سیڑھیاں طے کر کے اندر پہنچا تو حضرت صاحبؓ گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے قالین سے مفروش کمرے میں تشریف فرما تھے۔ میں رسمِ سلام ادا کر کے جب مصافحہ کر چکا تو مختصر سے وقفہ کے بعد آپ نے فرمایا:۔

"قادیان دارالامان ہے یہاں آپ کو سَو فیصد امن اور سکون میسر رہے گا"

حضرت صاحبؓ کے اس فقرے پر مجھے بہت تعجب ہوا۔ قادیان کو دارالامان تسلیم کر کے ہی میرے شیعی اور سُنّی دوستوں نے مجھے وہاں بھیجا تھا مگر حضرت صاحبؓ کا میرے حالات سے قطعی ناواقف ہوتے ہوئے مجھے خاص طور پر "امن" کا یقین دلانا بڑی ہی استعجاب انگیز بات تھی۔

قادیان کے سالانہ جلسے تک میرا معاملہ سُلجھ چکا تھا مگر میں مزید چند روز قادیان میں قیام پذیر رہا۔ اس موقع پر میرے چند احمدی دوست بھی قادیان پہنچ گئے تو باقی دنوں کے لئے میری رہائش کا انتظام محترم چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کے دولت کدہ پر ہو گیا جہاں میں نے خلوص اور عقیدت کا بے نظیر نظارا دیکھا۔ اُن دنوں حضرت صاحبؓ بے حد مصروف تھے پھر بھی میری ضروریات کے متعلق آپ دریافت فرماتے رہے۔

دوسری مرتبہ ۱۹۴۰ء میں مجھے ایک سیاسی مشن پر قادیان جانا پڑا۔ اس زمانے میں ہندو اپنی سنگھٹنی شرارتوں کا ایک خاص منصوبہ بنا رہے تھے۔ اس موقع پر مرحوم و مغفور امام صاحب جامع مسجد دہلی اور سیّدی و مولائی خواجہ حسن نظامی صاحب اعلے اللہ مقامہٗ اور دیگر چوٹی کے مُسلم اکابر نے مجھے نمائندہ بنا کر بھیجا کہ حضرت صاحبؓ سے اس باب میں تفصیلی بات چیت کروں اور اسلام کے خلاف اس فتنے کے تدارک کے لئے اُن کی ہدایات حاصل کروں۔ یہ مشن بہت خفیہ تھا۔ کیونکہ ہندوستان کے چوٹی کے مسلمان اکابر جہاں یہ سمجھتے تھے کہ ہندوؤں کے اُس ناپاک منصوبے کا موثر جواب مسلمانوں کی طرف سے صرف حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی دے سکتے ہیں۔ وہاں وہ عام مسلمانوں پر یہ ظاہر کرنا بھی نہیں چاہتے تھے کہ وہ حضرت صاحبؓ کو اپنا رہبر تسلیم کرتے ہیں۔

میں اس سلسلے میں قادیان تین دن مقیم رہا۔ اور حضرت صاحب سے کئی تفصیلی ملاقاتیں کیں۔ اِن ملاقاتوں میں دو باتیں مجھ پر واضح ہو گئیں ایک یہ کہ حضرت صاحب کو اسلام اور حضور سرورِ کائنات علیہ السلام سے جو عشق ہے اس کی مثال اِس دَور میں ملنا محال ہے۔ دوسرے یہ کہ تحفّظِ اسلام کے لئے جو اہم نکات حضرت صاحب کو سوجھتے ہیں وہ کسی دیگر مُسلم لیڈر کے ذہن سے مخفی رہتے ہیں۔ میرا یہ مشن بہت کامیاب رہا اور میں نے دہلی جا کر جو رپورٹ پیش کی اس سے مسلم زعماء کے حوصلے بلند سے بلند تر ہو گئے۔

اسی کے بعد حضرت صاحبؓ سے میری ایک ملاقات شملہ میں ہوئی۔ اس ملاقات کے دوران میں نے محض اپنی ذاتی حیثیت سے یہ تجویز پیش کی کہ کوئی ایسا فارمولا

● ہندوستان کے چوٹی کے مسلمان اکابر جہاں یہ سمجھتے تھے کہ ہندوؤں کے اس ناپاک منصوبے کا مؤثر جواب مسلمانوں کی طرف سے صرف حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی دے سکتے ہیں وہاں وہ عام مسلمانوں پر یہ ظاہر کرنا بھی نہیں چاہتے تھے کہ وہ حضرت صاحبؓ کو اپنا رہبر تسلیم کرتے ہیں

● جماعتِ احمدیہ سے باہر بھی ہزاروں ایسے افراد موجود ہیں جو اختلافِ عقائد کے باوجود آپ کی وفات کو دُنیائے اسلام کا ایک عظیم سانحہ سمجھ کر بے اختیار اشکبار رہیں۔ آپ نے دنیا کے بیشمار ممالک میں چار سَو کے قریب مساجد تعمیر کرائیں۔ تبلیغِ اسلام کیلئے تقریباً ایک صد مشن قائم کئے جو عیسائیت کی بڑھتی ہوئی رَو کے سامنے ایک آہنی دیوار بن گئے۔

● حضرت صاحب نے اپنی زندگی کا ایک ایک سانس اپنے مولیٰ کی رضا اور اسلام کی سربلندی کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ خُدا اُن سے راضی ہوا۔ وہ خدا سے راضی ہوئے۔

● اگر میں شیعہ ہوتے ہوئے انہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتا ہوں تو یہ ایک حقیقت کا اظہار ہے محض اخلاقی رسم نہیں۔

تلاش کر لیا جائے جس سے شیعہ اور احمدی فرقوں کے درمیان اشتراکِ عمل کی کوئی راہ پیدا ہو جائے۔ پھر رفتہ رفتہ اسلام کے دوسرے چھوٹے فرقوں کو شامل کر لیا جائے یہاں تک کہ بالآخر اختلافِ عقائد کے باوجود تمام مسلم فرقوں میں تعمیری کاموں کے لئے اتحاد و اتفاق ہو جائے۔ میرے نزدیک اس کے دو فائدے تھے۔ ایک یہ کہ اس طرح مسلمانانِ ہند بحیثیتِ مجموعی دشمنانِ اسلام کا ہر پہلو سے مؤثر اور نتیجہ خیز مقابلہ کر سکیں گے۔ اور دوسرے یہ کہ اسلام کے مختلف فرقے خدا اور رسولؐ کا نام درمیان میں لا کر ایک دوسرے پر جو کیچڑ اُچھالتے ہیں وہ بند ہو جائے گا۔ حضرت صاحبؓ نے اصولی طور پر میری یہ تجویز بہت پسند فرمائی لیکن وہ ان دنوں بہت مصروف تھے اور یہ مسئلہ وقت طلب تھا اس لئے آپ نے مجھے قادیان آنے کی دعوت دی تاکہ وہاں اطمینان سے اس تجویز کے تمام پہلوؤں پر غور و خوض کیا جا سکے۔ مَیں نے یہ دعوت قبول کر لی۔ مگر میری مصروفیتوں نے بعد میں مجھے قادیان جانے کی اجازت نہ دی۔

تشکیلِ پاکستان کے بعد مولانا عبدالرحیم صاحب دردؔ مرحوم کی دعوت پر مَیں ربوہ میں ایک سالانہ جلسہ میں شریک ہوا اور کئی دوستوں سے ملاقی ہوا۔ اس موقع پر بھی حضرت صاحبؓ سے میری ایک مختصر سی ملاقات ہو گئی مگر کوئی خاص گفتگو نہ ہو سکی۔

فروری ۱۹۵۶ء کے پہلے ہفتے میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب موجودہ امام جماعتِ احمدیہ کے ارشاد پر تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پروفیسر خان نصیر احمد خان لاہور تشریف لائے اور مولانا عبدالمجید سالکؔ مرحوم مغفور، چوہدری عبدالرشید تبسمؔ ایم۔ اے اور مجھے موٹر کار میں ربوہ لے گئے کہ وہاں ایک انعامی مقابلۂ تقاریر اور مشاعرہ کا انعقاد تھا جس میں ہماری شرکت ضروری سمجھی گئی۔ ربوہ میں اُس روز شام کو پہلے انعامی مقابلۂ تقاریر ہوا جس میں ہم تینوں نے جج کے فرائض انجام دیئے اور پھر مولانا عبدالمجید سالکؔ مرحوم و مغفور کی زیرِ صدارت مشاعرہ ہوا۔ یہ دونوں تقریبیں بہت کامیاب رہیں۔

دوسرے دن حضرت صاحبؓ نے بعد دوپہر ہم تینوں کو چائے پر یاد فرمایا۔ مَیں حضرت صاحبؓ سے گزشتہ ملاقاتوں میں اُن کی بے مثال سیاسی بصیرت اور اسلام سے متعلق انتہائی غیرت کا تو دل سے قائل ہو چکا تھا۔ لیکن اس چائے پر اُن کی زندگی کا ایک اَور گوشہ میرے سامنے آیا جس سے مَیں ابھی تک قطعاً ناواقف تھا۔ اس گوشے کا تعلق لطافتِ طبع اور ذوقِ ادب سے تھا۔ چائے شروع ہوئی تو چند نوجوانوں نے مووی کیمرہ سے حضرت صاحبؓ سمیت ہم سب کی تصاویر لیں۔ اور چند منٹ تک یہ نوجوان اس کمرے میں موجود رہے پھر معلوم نہیں۔ وہ ازخود ہی چلے گئے یا حضرت صاحبؓ نے اشارہ فرمایا کہ وہ چلے جائیں بہرحال اب ہم تینوں ادیب تھے اور حضرت صاحبؓ۔ اَور کوئی نہ تھا۔ باتوں باتوں میں گزشتہ رات کے انعامی مقابلۂ تقاریر اور مشاعرے کا ذکر آ گیا۔ مولانا سالکؔ مرحوم نے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی غیر معمولی انتظامی قابلیت کو بہت سراہا اور کہا کہ "اگر اسی قسم کی متانت اور شائستگی قائم رہے تو ایسے ادبی اجتماع اکثر منعقد ہوتے رہنے چاہئیں ان کی افادیت بہت ہے" حضرت صاحبؓ نے سالکؔ صاحب مرحوم کی یہ تجویز پسند فرمائی۔

پھر ادبیات پر گفتگو شروع ہو گئی۔ مجھے اس بات سے سخت حیرت ہوئی کہ حضرت صاحبؓ کا ادبی ذوق نہایت منجھا ہوا اور انتہائی دقیقہ رس ہے۔ ادب کی نازک لطافتوں کا ذکر آیا تو معلوم ہوا کہ حضرت صاحبؓ کو ان پر صرف عبور ہی حاصل نہیں بلکہ یہ خود اُن کی طبیعت کا حصہ ہیں۔ کسی نظام کا سربراہ یا کسی قوم کا پیشوا ہونا جُدا بات ہے اور انتہائی لطیف ادبی ذوق کا حامل ہونا قطعی طور پر دوسری چیز ہے۔ پھر آپ کا اپنا کلام بھی بہت ہی بلند پایہ ہے۔

● پھر ادبیات پر گفتگو شروع ہو گئی۔ مجھے اس بات سے سخت حیرت ہوئی کہ حضرت صاحب کا ادبی ذوق نہایت منجھا ہوا اور انتہائی دقیقہ رس ہے۔ ادب کی نازک لطافتوں کا ذکر آیا تو معلوم ہوا کہ حضرت صاحبؓ کو ان پر عبور ہی حاصل نہیں بلکہ یہ خود ان کی طبیعت کا حصہ ہیں۔

● وہ وجود جو انسانیت کے لئے سراپا احسان و مروّت تھا آج اِس دنیا میں نہیں۔ وہ عظیم الشان سپر آج پیوندِ زمین ہے جس نے مخالفینِ اسلام کی ہر تلوار کا وار اپنے آپ پر برداشت کیا مگر یہ گوارا نہ کیا کہ اسلام کو گزند پہنچے۔

حضرت صاحبؓ نے خواہش فرمائی کہ سالکؔ صاحب اپنا کلام سنائیں۔ سالکؔ صاحب نے پہلے تو معذرت چاہی۔ پھر امتثالِ امر کے طور پر انہوں نے اپنے نہایت بیش قیمت اور پاکیزہ اشعار سنائے جو مکمل دو غزلوں پر مشتمل تھے۔ سالکؔ صاحب کا کلام حضرت صاحبؓ نے بہ دل پسند فرمایا۔ پھر مجھے ارشاد ہوا مَیں نے بھی دو غزلیں پیش کیں۔ حضرت صاحبؓ نے ان پر بھی اپنی خاص پسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

بعدہٗ تبسمؔ صاحب کی باری آئی انہوں نے اپنی ایک وہ غزل پیش کی جس کا مصرعہ اُولیٰ سماعت فرماتے ہی حضرت صاحبؓ نے پہلو بدلا اور بالخصوص توجہ مبذول فرمائی۔ غزل کا مطلع یہ تھا:

اُسے کام کیا ہے سلوک سے کہ جو فیض بادۂ شہود ہے
جو نگاہ جلوہ شناس ہو تو نفس دلیلِ صعود ہے

تبسمؔ صاحب نے یہ مطلع پڑھا تو حضرت صاحبؓ بہت محظوظ ہوئے اور مکرر پڑھنے کو فرمایا۔

پھر ہم نے حضرت صاحبؓ سے درخواست کی کہ وہ اپنے کلام سے ہمیں مستفیض فرمائیں اِس پر حضورؓ نے فرمایا:۔

"آپ حضرات شاعری کی نیت سے شعر کہتے ہیں اِس لئے آپ شاعر ہیں۔ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ تبلیغ کی خاطر ہوتا ہے ہم اُسے شاعری نہیں سمجھتے"

سالکؔ صاحب یہاں بھی مزاح سے نہ چُوکے فوراً بول اُٹھے:۔

"مَیں اور نازش غیر احمدی ہیں آپ ہمیں تبلیغ فرمائیے"

اِس پر حضرت صاحبؓ مسکرائے اور ازراہِ کرم اپنے چند بلیغ اشعار فرما دیئے جنہیں سُن کر ہم سب بہت لطف اندوز ہوئے۔

میری درخواست پر حضرت صاحبؓ نے اپنی چھوٹی تقطیع کی ایک کتاب "کلامِ محمود" اپنے دستخط ثبت فرما کر مجھے مرحمت فرمائی جو اب تک میرے پاس محفوظ ہے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میری آخری ملاقات ۱۹۶۰ء میں ہوئی۔ اُس وقت محترم حکیم یوسف حسن صاحب ایڈیٹر نیرنگ خیال بھی میرے ہمراہ تھے۔ ہم محض حضرت صاحبؓ سے ملاقی ہونے ربوہ گئے تھے۔ ربوہ میں داخل ہوتے ہی ہم نے حضرت صاحبؓ کے سیکرٹری کو ٹیلیفون پر اپنی آمد کی اطلاع دی تو چند ہی منٹ میں شیخ روشن دین صاحب تنویرؔ ایڈیٹر "الفضل" ہمارے پاس پہنچ گئے۔ شیخ صاحب انتہائی مخلص آدمی ہیں۔ یہ جمعرات کا دن تھا۔ معلوم ہوا کہ حضرت صاحبؓ کی طبیعت ناساز ہے آج ملاقات نہیں ہو سکیگی اور جمعہ کے دن ویسے ہی ملاقاتیں بند ہیں ہم نے سیکرٹری صاحب سے عرض کیا کہ ہماری آمد کی اطلاع بہرحال حضرت صاحبؓ تک پہنچا دیں۔ انہوں نے ایسا کرنے کا وعدہ کر لیا ہم نمازِ عصر سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ سیکرٹری صاحب نے آکر فرمایا کہ کل یعنی جمعہ کی صبح ہمیں حضرت صاحبؓ نے چائے پر یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ جمعہ کو صبح آٹھ بجے ہم حضرت صاحبؓ کی خدمت میں پہنچا دیئے گئے۔

اُس وقت حضرت صاحبؓ علیل الطبع اور بہت کمزور تھے۔ آپ ایک بے بستر کی چارپائی پر استراحت فرما تھے۔ ہم کمرے میں داخل ہوئے تو آپ نے اٹھنے کی کوشش کی۔ مَیں نے عرض کیا کہ آپ یہ تکلیف نہ فرمائیں اور آرام فرمائیں۔ اِس پر آپ لیٹے رہے۔ ہم قریب ہی ایک صوفے پر بیٹھ گئے۔ مزاج پرسی کے بعد آپ نے حکیم یوسف حسن صاحب سے فرمایا:۔

"آپ کا رسالہ نیرنگِ خیال مدت سے ہمارے مطالعہ میں ہے آپ اسے زندہ رکھنے اور ترقی دینے کے لئے بڑے عزم و استقلال سے کام لے رہے ہیں جو قابلِ تعریف ہے۔"

حکیم صاحب نے حضورؓ کا بہت بہت شکریہ ادا کیا کہ آپ نیرنگِ خیال میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ پھر حضورؓ نے حکیم صاحب سے فرمایا:۔

"آپ نے ایک دفعہ قادیان آکر ہماری بچی کا علاج کیا تھا اُس وقت بڑے بڑے ڈاکٹر اور حکیم مرض کی تشخیص نہیں کر سکے تھے۔ ہم نے آپ کو لاہور سے بلوایا تو آپ کے علاج سے بچی تندرست ہو گئی یہ سب خداوند تعالیٰ کا فضل تھا۔"

اب یہ اتنے لمبے عرصہ کا واقعہ تھا کہ اسے

خود حکیم یوسف حسن صاحب بھی بھول چکے تھے۔ حضرت صاحب کے ارشاد پر حکیم صاحب نے حافظے پر زور دیا تو انہیں یہ واقعہ بلکل یاد آیا۔ حکیم صاحب اور میں، حضرت صاحب کی غیر معمولی قوتِ حافظہ پر سخت حیران ہوتے بالخصوص اس لئے کہ اب حضرت صاحبؓ بیمار بھی تھے۔ پھر حضرت صاحبؓ میری طرف دیکھکر مسکرائے اور حکیم صاحب سے فرمایا۔

"نازش صاحب احمدی شیعہ ہیں۔ یہ ہمارے پرانے مخلص دوستوں میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنا قلم ہمیشہ ہمارے حق میں استعمال کیا ہے اسلئے کہ ہمارے مخالف ہم سے مخالفت محض برائے مخالفت کرتے رہے ہیں۔ اور ہم ہمیشہ حق پر ہوتے رہے ہیں۔ نازش صاحب نے حق کی حمایت میں کوتاہی نہیں کی"۔

حضرت صاحبؓ اب مجھ سے مخاطب ہوئے فرمایا:۔

"آپ کے کتنے بچے ہیں؟ وہ کیا کیا کرتے ہیں؟ اگر وہ زیرِ تعلیم ہیں تو ان سب کو آپ ربوہ بھیجدیں ہمارے یہاں ان کی تعلیم رہائش اور خوراک کا سب انتظام ہو جائے گا۔ وہ شیعہ رہتے ہوئے یہاں اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں گے"

میں حضورؓ کی اس انتہائی مخلصانہ پیشکش سے بے حد متاثر ہوا اور بصمیم قلب شکریہ بجا لایا۔

افسوس کہ وہ وجود جو انسانیت کے لئے سراپا احسان و مروّت تھا آج اس دنیا میں نہیں۔ وہ عظیم انسان سپرد آج پیوند زمین ہے جس نے مخالفین اسلام کی ہر تلوار کا وار اپنے سینے پر برداشت کیا مگر یہ گوارا نہ کیا کہ اسلام کو گزند پہنچے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات سے جماعت احمدیہ یقیناً بہت غمگین ہے کیونکہ اس کا وہ امام اور سربراہ رخصت ہو گیا جس نے اس جماعت کو بنیان مرصوص بنا دیا۔ لیکن اس جماعت سے

باہر بھی ہزاروں ایسے افراد موجود ہیں۔ جو اختلاف عقائد کے باوجود آپ کی وفات کو دنیائے اسلام کا ایک عظیم سانحہ سمجھکر بے اختیار اشکبار ہیں

آپ نے دنیا کے بیشمار ممالک میں چار سو کے قریب مساجد تعمیر کرائیں۔ تبلیغ اسلام کیلئے تقریباً یکصد مشن قائم کئے جو عیسائیت کی بڑھتی ہوئی رَو کے سامنے ایک آہنی دیوار بن گئے۔ مختصر یہ کہ حضرت صاحبؓ نے اپنی زندگی کا ایک ایک سانس اپنے مولیٰ کی رضا اور اسلام کی سربلندی کیلئے وقف کر رکھا تھا۔ خدا ان سے راضی ہوا وہ خدا سے راضی ہوئے۔ اگر میں ایک شیعہ ہوتے ہوئے انہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتا ہوں۔ تو یہ ایک حقیقت کا

(از جناب [illegible])

جامعہ احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم الشان یادگار

مکرم نصر اللہ خان صاحب ناصر

(۲)

جامعہ احمدیہ کا قیام پاکستان میں

قیام پاکستان کے وقت یہ ادارہ کئی مشکلات سے دوچار رہا۔ جامعہ احمدیہ پر یہ بڑا ہی نازک دور تھا۔ بعض اساتذہ بھارت میں رہ گئے تھے۔ اور بقیہ اساتذہ لاہور میں پناہ گزین ہوئے۔ ان مشکل حالات میں دو مستقل اداروں یعنی جامعہ احمدیہ اور مدرسہ احمدیہ کا علیحدہ علیحدہ قائم رکھنا مشکل تھا۔ اس لئے ان کا الحاق کر کے ۱۳ نومبر ۱۹۴۷ء کو لاہور میں ایک مخلوط ادارہ قائم کر دیا گیا۔ جامعہ احمدیہ کے پرنسپل مولانا ابوالعطاء صاحب مقرر کئے گئے اور ہر دو اداروں کے طلباء انہی کی زیر نگرانی تعلیم پاتے تھے کچھ عرصہ بعد جگہ کی تنگی کے باعث یہ ادارہ چنیوٹ میں پھر احمد نگر (متصل ربوہ) میں منتقل ہوا۔ دسمبر ۱۹۴۹ء میں جامعۃ المبشرین کا اجراء ہوا۔ جامعۃ المبشرین میں جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل طلباء تعلیم پانے لگے۔

جامعہ احمدیہ کے پرنسپل مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل کو مقرر کیا گیا۔ اور مولانا ابوالعطاء صاحب جامعۃ المبشرین کے پرنسپل مقرر ہوئے۔

جامعہ احمدیہ کا موجودہ دور

۷ جولائی ۱۹۵۷ء کو مدرسہ احمدیہ جامعہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین کو ایک ہی درسگاہ "جامعہ احمدیہ" میں مدغم کر دیا گیا اور اس درسگاہ کے پرنسپل حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کے خلف الرشید محترم سید داؤد احمد صاحب مقرر ہوئے۔

اس وقت خدا کے فضل سے جامعہ احمدیہ کو ایک خوبصورت عمارت میسر ہے۔ جس میں ایک خوبصورت ہال دفاتر اور لائبریری بھی ہے۔

ابتداء میں جامعہ احمدیہ میں بارہ کلاسوں کا اجراء ہوا۔ طلباء اپنی قابلیت کے مطابق مختلف کلاسوں میں داخل کئے جاتے۔ پرائمری تک تعلیم رکھنے والے طلباء الصف الاوّل میں داخل ہوتے۔ میٹرک تک تعلیم رکھنے والے ممہدہ (سپیشل میٹرک) یا الصف الخامس میں۔ اسکے علاوہ مختلف تعلیم رکھنے والے طلباء حسب استعداد مختلف کلاسوں میں داخل کئے جاتے۔ لیکن مجلس شوریٰ ۱۹۶۲ء کے فیصلہ کے مطابق پرائمری تک تعلیم رکھنے والے طلباء کا داخلہ ختم کر دیا گیا

نظام تعلیم

(۱) کلاسیں۔ اب میٹرک اور میٹرک سے زائد تعلیم رکھنے والے طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخل کیا جاتا ہے۔ اس وقت جامعہ احمدیہ میں مندرجہ ذیل کلاسیں ہیں۔

ممہدہ (سپیشل میٹرک) جماعت متممہ۔ درجہ اولیٰ درجہ ثانیہ۔ درجہ ثالثہ۔ درجہ رابعہ۔ درجہ خامسہ۔ جامعہ کی ان کلاسوں میں ڈیڑھ سو کے قریب طلباء ہیں۔ جامعہ احمدیہ میں ان باقاعدہ کلاسوں کے علاوہ وکالت تعلیم کے ماتحت امتحان شاہد کے بعد طب کلاس کا اجراء بھی کیا گیا ہے جس میں طب وغیرہ ملکی زبانیں (انگریزی، جرمن، سپینش اور انڈونیشین) کا انتظام ہے علاوہ ازیں بعض دوسری بھی سکھائی جاتی ہیں۔ غیر ملکی طلباء کے لئے الگ خاص کلاسیں کھولی جاتی ہیں۔ اس وقت جامعہ احمدیہ کی مندرجہ ذیل مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔

تفسیر القرآن۔ حدیث۔ فقہ۔ ادب عربی۔ و علم کلام۔ موازنہ مذاہب۔ اشتراکیت۔ منطق بلاغت۔ انگریزی۔ اردو۔ فارسی۔ فلسفہ۔ تاریخ۔ طب۔ غیر ملکی زبانیں

امتحانات

طلباء کا سال میں دو مرتبہ امتحان لیا جاتا ہے۔ جامعہ

درخواست دعا

(محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب)

احباب جماعت کو علم ہے کہ فضل عمر ہسپتال میں غریب و نادار مریضوں کے علاج کے لئے اکثر دوست صدقات کی رقوم بھجواتے رہتے ہیں مگر کچھ عرصہ سے الفضل میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ فہرستیں جو کافی لمبی ہوتی ہیں بغرض دعا شائع نہیں ہو سکیں خاکسار ایسے تمام دوستوں کے لئے التزام سے دعائیں کرتا ہے اور خاکسار تمام احباب جماعت کی خدمت میں بھی درخواست کرتا ہے کہ وہ ان دوستوں کو جو اپنے غریب بھائیوں کے علاج میں معاون و مددگار بنتے ہیں اپنی خاص دعاؤں میں التزام کے ساتھ یاد رکھیں۔ فہرستیں اگر شائع بھی ہو جائیں تو ہر شخص کا نام تو یاد نہیں رہ سکتا۔ مجموعی رنگ میں دعا ہو سکتی ہے۔ پس احباب بھی مجموعی رنگ میں ان دوستوں کے لئے التزام سے دعائیں فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے ان کے یہ صدقات قبول فرما کر ان کو اور ان کے اہل و عیال و عزیز و اقارب کو ہر قسم کی بیماری سے کامل شفا عطا فرما دے۔ آمین ثم آمین۔

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کو پڑھنے کے لئے دے۔

امتحان وکالت تعلیم تحریک جدید لینی ہے اسی طرح درجہ خامسہ کا امتحان پاس کر لینے پر امتحان "شاہد" ہوتا ہے جس میں درجہ اولیٰ تا درجہ خامسہ کے مکمل نصاب کا امتحان ہوتا ہے۔ "شاہد" کے لئے ایک تحقیقی مقالہ درجہ خامسہ میں ہی لکھنا ہوتا ہے۔ جس کے ۱۰۰ نمبر امتحان شاہد میں شمار ہوتے ہیں۔

تقاریر عربی اردو اور انگریزی کا سالانہ امتحان بھی ہوتا ہے۔

لائبریری

اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جامعہ احمدیہ میں ایک شاندار لائبریری ہے۔ لائبریری اور دار المطالعہ کے لئے الگ ہال ہے۔ جس کی دوسری منزل کی تعمیر بھی زیر تجویز ہے۔ لائبریری میں ۹ ہزار سے زائد کتب ہیں۔ لائبریری میں تفسیر۔ حدیث فقہ۔ کلام۔ کتب سلسلہ احمدیہ ادب عربی صرف۔ نحو۔ تاریخ۔ اردو و فارسی و انگریزی ادب۔ طب۔ مذاہب عالم۔ اخلاقیات پر مشتمل کتب موجود ہیں۔ علاوہ ازیں بعض اور بیش قیمت اور نایاب کتب بھی شامل ہیں

جمعیۃ العلمیہ

طلباء کی علمی اور فکری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے ایک مجلس قائم کی گئی ہے اس مجلس کے زیر انتظام تقادیر عربی اردو اور انگریزی کی مشق تقریری مقابلے علماء سلسلہ کے لیکچر اور مجالسِ مذاکرہ منعقد ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں مجلس کی طرف سے شائع کردہ کتب و مجلات کی اشاعت بھی اس کا فرض ہے۔

مجلۃ الجامعہ

جامعہ احمدیہ کے زیر انتظام ۱۹۶۱ء میں مجلۃ الجامعہ سہ ماہی علمی ادبی اور تحقیقی رسالہ کا اجراء ہوا۔ اس رسالہ کے نگران جناب سید داؤد احمد صاحب ہیں۔ مدیر ملک سیف الرحمٰن صاحب۔ طالب علم مدیر ہر سال نامزد کیا جاتا ہے۔ اس رسالہ میں خالص علمی ادبی اور تحقیقی مواد پیش کیا جاتا ہے۔ تعداد اشاعت ۵۰۰ ہے

کھیلوں کا انتظام

جامعہ احمدیہ میں طلباء کی صحت کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں جامعہ احمدیہ کی طرف سے باقاعدہ پی ٹی اور کھیلوں کا انتظام ہے۔ لاٹھی ٹریننگ اور رائفل ٹریننگ بھی دی جاتی ہے۔ فٹ بال۔ والی بال۔ کبڈی۔ رنگ ٹینس بیڈمنٹن کا انتظام ہے۔ ہر سال ایک ٹورنامنٹ ہوتا ہے

ہائیکنگ و تبلیغی سفر

ہر طالب علم کے لئے لازمی ہے کہ وہ جامعہ احمدیہ کے زیر انتظام ایک مرتبہ ہائیکنگ پر جائے۔ یہ سفر کسی پہاڑی سرد علاقہ کی طرف ہوتا ہے اس سفر میں مشقت اور اجنبی علاقہ میں رہنے کی مشق کروائی جاتی ہے۔ ۱۰۰ تا ۱۵۰ میل کا پیدل سفر کرنا ضروری ہوتا ہے۔

درجہ رابعہ کے طلباء کو ایک تبلیغی اور تربیتی سفر پر لے جایا جاتا ہے۔ جس میں طلباء کو تقاریر کا موقعہ دیا جاتا ہے علاوہ ازیں وہ تربیتی اور تبلیغی ٹریننگ بھی حاصل کرتے ہیں۔

جامعہ ہوسٹل

جامعہ احمدیہ کی عمارت کے قریب ہی جامعہ ہوسٹل کی خوبصورت عمارت ہے ۲۲ چھوٹے کمرے ۱۰ بڑے کمرے مسجد اور طعام گاہ پر مشتمل ہے۔ طعام گاہ۔ کچن اور غسلخانوں میں جدید طرز کا انتظام ہے۔

ہوسٹل میں ۹۰ سے زائد طلباء رہائش پذیر ہیں۔ طلباء کی ہر سہولت کا مناسب انتظام کیا جاتا ہے۔ ہوسٹل میں مطالعہ کے لئے روزانہ اخبارات جاری ہیں۔ ہوسٹل میں طلباء کی تربیت کے ساتھ ان کی صحت کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے

الحمد للہ آج یہ ادارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہشات کے مطابق ان ضروریات کو پورا کر رہا ہے جس کے لئے اس کا آغاز ہوا تھا۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان یادگار ہے۔ جس کے فارغ التحصیل علماء آپ کے مشن یعنی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے کوشاں ہیں۔ خدا کرے کہ اس کا ہر قدم ترقی کی منازل کی طرف بڑھے اور وہ سب مقاصد پورا کرتا چلا جائے۔ جس کی خاطر اس کا قیام عمل میں آیا۔

درخواست دعا

۱۔ میرے والد چوہدری عنایت اللہ صاحب مراقب خدام الاحمدیہ مرکزیہ بعارضہ نمونیہ ۲۵ ۲۶ سے شدید بیمار ہیں۔ اب پہلے سے افاقہ ہے۔ احباب ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

(خاکسار حبیب اللہ داد ارحمت وسطی ربوہ)

۲۔ خاکسار ان دنوں انتہائی مالی پریشانیوں خرابی صحت اور مقدمات میں مبتلا ہے۔ احباب سے ان پریشانیوں سے مخلصی کی درخواست ہے

فضل الٰہی سکنہ علی پور چک ۷۶

۳۔ مکرم چوہدری محمد عبداللہ صاحب درویش کا بڑا لڑکا عزیز نور احمد ناصر جو کہ J.T.C کلاس میں تربیت حاصل کر رہا ہے جسم پر ورم ہونے کی وجہ سے پڑھائی میں وقت ہو رہی ہے۔ عزیز کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (عبد اللطیف خاں کارکن وکالت مال ثانی)

تحریک وصیت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"دنیا میں اگر امن قائم ہو سکتا ہے تو اسی نظام وصیت کے۔ (ناقل) ذریعہ سے جس کو آج میں نے بیان کیا ہے .... پس اے دوستو جنہوں نے وصیت کی ہوئی ہے۔ سمجھ لو کہ آپ لوگوں میں جس جس نے اپنی اپنی جگہ وصیت کی ہے اُس نے نظامِ نو کی بنیاد رکھدی ہے اس نظامِ نو کی جو اسکی اور اسکے خاندان کی حفاظت کا بنیادی پتھر ہے۔ اور جس جس نے تحریکِ جدید میں حصہ لیا ہے اور اگر اپنی ناداری کی وجہ سے اس میں حصہ نہیں لے سکا۔ لیکن وہ اس تحریک کی کامیابی کے لئے مسلسل دعائیں کرتا ہے تو اس نے وصیت کے نظام کو وسیع کرنے کی بنیاد رکھ دی"۔

(ماخوذ از نظامِ نو)

مرسلہ:۔ سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

اعلان برائے لجنات

تمام لجنات کو تعلیم القرآن سے متعلق فارم بھجوائے جا چکے ہیں۔ لجنات کی صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ جلد از جلد ان فارموں پر لجنہ کی ممبرات اور ناصرات کی لسٹیں مکمل کر کے بھجوائیں اور کوشش کریں کہ کوئی لڑکی اور عورت ایسی نہ رہے۔ جس کا نام ان فہرستوں میں درج ہونے سے رہ جائے۔ پھر یہ رپورٹ بھجوائیں کہ جو عورتیں اور بچیاں ناظرہ نہیں جانتیں۔ ان کی تعلیم کا آپ نے کیا انتظام کیا ہے۔ اور ہر پڑھنے والی نے جو ترقی کی ہے اس کی رپورٹ ہر پندرہ روز کے بعد بھجواتی رہیں اور جو ناظرہ جانتی ہیں ان کو ترجمہ پڑھانے کا بھی انتظام کریں۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ متوجہ ہوں

خدام الاحمدیہ کے رواں سال کی پہلی ششماہی ۳۰ اپریل ۱۹۶۲ء کو ختم ہو رہی ہے اس لحاظ سے ہر مجلس کو ۳۰ اپریل تک اپنے نصف بجٹ کے برابر چندہ جات مرکز کو ادا کر دینے چاہئیں لیکن اکثر مجالس کی وصولیاں ابھی بہت پیچھے ہیں۔

قائدین حضرات سے التماس ہے کہ ناظمین مال کی مدد سے اس طرف پوری توجہ دیں خاص طور پر ایسے خدام سے رابطہ پیدا کریں۔ جن کے ذمہ گذشتہ مہینوں کا بقایا ہے۔ اسی طرح اطفال الاحمدیہ کے چندہ جات کی وصولی کی طرف بھی توجہ کم ہے۔ ناظمین اطفال کو اس طرف پوری توجہ دینی چاہیے۔

(مہتمم مال)

سچائی انسان کے رعب کو قائم کرتی ہے

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر فرمایا:۔

"سچائی ایک ایسی چیز ہے کہ وہ انسان کے رعب کو قائم کر دیتی ہے۔ تم اگر سچ بولو۔ اور نوجوانوں کو سچ بولنے کی تلقین کرتے رہو۔ تو وہ تمہارا ایک ایک قدم ہزاروں کے برابر سمجھا جائیگا..... نوجوانوں کو سچ بولنے کی عادت ڈالو اور خدام الاحمدیہ کے ہر ممبر سے یہ اقرار لو کہ وہ سچ بولے گا ..... کوشش کرو کہ تمہارا ہر ممبر سچا ہو۔

(الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ء)

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ اپنے نوجوانوں میں سچائی کی عادت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

(شعبہ تربیت خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مکمل سیٹ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام چوبیس ۲۴ جلدوں میں، رعایتی قیمت -/۱۹۰ روپے علاوہ محصول ڈاک
ملنے کا پتہ :- الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

کراچی ۱۲ - مرکزی وزیر تجارت مسٹر غلام فاروق نے انکشاف کیا ہے کہ موجودہ پنجسالہ منصوبہ میں برآمد کی جو حد مقرر کی گئی تھی اسے تین سال پہلے ہی مکمل کر لیا جائے گا - انہوں نے یہ بھی کہا ستمبر کی جنگ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ پاکستان اپنی طاقت اور اپنے وسائل پر ہی بھروسہ کر کے اپنے وجود کو برقرار رکھ سکتا ہے. وہ کل صبح برآمدی فروغ کی کونسل کے دو روزہ سالانہ اجلاس سے خطاب کر رہے تھے.

وزیر تجارت نے کہا کہ پاکستان اقتصادی میدان میں تیزی سے ترقی کر رہا ہے. خاص طور پر برآمد کے میدان میں ہم نے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے. مثال کے طور پر موجودہ منصوبہ کے دوران جٹ مال ۷۰-۱۹۶۹ تک باہر بھیجا جانا تھا - اب ۶۷-۱۹۶۶ تک بھیج دیا جائے گا - انہوں نے کہا کہ پچھلے چند مہینوں میں برآمدات میں زبردست اضافہ ہوا ہے اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ پاکستان اقتصادی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہے.

لاہور ۱۲ اپریل - مغربی پاکستان کابینہ نے کل گورنر ملک امیر محمد خان کی زیر صدارت ایک اجلاس میں کوآپریٹو بنکوں اور سوسائٹیوں کے قرضہ جات کی وصولی کے لئے آرڈیننس کی منظوری دے دی ہے جو عنقریب نافذ کر دیا جائے گا - اس کے تحت وہ تمام قرضے جو ابھی تک ادا نہیں ہوئے یا جن کی ادائیگی کی رفتار غیر تسلی بخش ہے ڈیڑھ سال کی مدت کے اندر وصول کر لئے جائیں گے اس کا اطلاق فوری طور پر پورے صوبہ میں ہو گا.

راولپنڈی ۱۲ اپریل - سعودی عرب کے شاہ فیصل ۱۹ اپریل کو جب کراچی پہنچیں گے تو ان کا شایان شان استقبال کیا جائے گا. شاہ فیصل پاکستان کے ۶ دن کے سرکاری دورے پر یہاں آ رہے ہیں - اور یہ ان کا تخت نشینی کے بعد پاکستان کا پہلا دورہ ہے ہوائی اڈہ پر صدر ایوب ان کا استقبال کریں گے - شاہ فیصل جب طیارے سے اتریں گے تو ان کو گارڈ آف آنر اور ۲۱ توپوں کی سلامی دی جائے گی.

لاہور ۱۲ اپریل - مغربی پاکستان اسمبلی کا اجلاس ۱۶ مئی کو شروع ہو گا جس میں نئے سال کے بجٹ پر غور کرنے سے قبل قانون سازی سے متعلق تمام کام ختم کیا جائے گا اسمبلی کا اجلاس طلب کرنے کا فیصلہ کل گورنر کی زیر صدارت کابینہ کے اجلاس میں کیا گیا.

وزیر قانون نے ایک مذاکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ صوبائی اسمبلی کا اجلاس جون کے آخر تک جاری رہے گا.

اس میں تمام آرڈیننسوں اور سلیکٹ کمیٹیوں کی طرف سے بھیجے گئے بلوں پر غور ہو گا - اسمبلی اجلاس میں آئندہ مالی سال کے بجٹ کی منظوری دے گی.

لاہور ۱۳ اپریل - بھارت سے ڈیڑھ سو سکھ زائرین کا ایک قافلہ کل حسینی والا سے لاہور پہنچا یہ تمام زائرین کل رات بذریعہ گاڑی حسن ابدال روانہ ہو گئے - جہاں وہ گوردوارہ پنجہ صاحب میں بیساکھی کی تقریب میں شرکت کریں گے.

خیال رہے کہ حکومت پاکستان نے ۱۵ سو سکھ زائرین کو حسن ابدال آنے کی اجازت دے رکھی تھی - لیکن بھارتی حکومت نے اکثر سکھوں کے دورے پر پابندی عائد کر دی چنانچہ صرف ڈیڑھ سو زائرین پاکستان آ سکے.

نئی دہلی - ۱۲ اپریل - سکھوں کے ترجمان اخبار "اجیت" کی اطلاع کے مطابق مشرقی پنجاب میں لاقانونیت پھیل گئی ہے - امن و امان اور نظم و نسق کا خاتمہ ہو چکا ہے پولیس جہاں ضرورت ہوتی ہے وہاں کوئی کارروائی نہیں کرتی اور جہاں ضرورت نہیں ہوتی وہاں کوئی ظلم اٹھا نہیں رکھتی اور اب محسوس ہوتا ہے کہ آج کل صوبہ میں جنگل کا قانون نافذ ہے.

قاہرہ :- ۱۳ اپریل - قاہرہ میں اخوان المسلمون کے سات رہنماؤں اور ۴۳ دوسرے افراد کے خلاف ایک خاص مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی - سرکاری وکیل نے فرد جرم سناتے ہوئے کہا کہ ان لوگوں نے صدر ناصر کو قتل کرنے اور حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے غیر ممالک سے ۹۵ ہزار مصری پونڈ وصول کئے تھے - انہوں نے ان ملکوں کا نام نہیں بتایا جن پر یہ رقم مہیا کرنے کا الزام عائد کیا گیا ہے.

سرکاری وکیل نے اخوان المسلمون کے سربراہ سید حسن حدیبی اور ان کے چھ ساتھیوں کے لئے سزائے موت کا مطالبہ کیا اور کہا کہ ان کے خلاف الزام ثابت ہو چکا ہے - لیکن حکومت کے پاس اس کی واضح شہادتیں موجود ہیں - انہوں نے کہا کہ اخوان المسلمون کے رہنما انقلاب کی ابتداء سے حکومت کے خلاف سازشوں میں مصروف رہے ہیں اور قومی اتحاد کو نقصان پہنچانے کے لئے قابل اعتراض سرگرمیوں میں مصروف رہے ہیں انہوں نے باقی ۴۳ افراد کے لئے عمر قید کی سزا کا مطالبہ کیا.

-ش-

ولادت

میرے چھوٹے بھائی عزیز عبدالشکور صاحب اسلم سٹیٹ نیشنل بنک آف پاکستان کراچی کے ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۶؍۳؍۶۶ پہلی بچی عطا فرمائی ہے - جو مکرم شیخ خادم حسین صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ آفیسر وزارت خارجہ پاکستان کی نواسی اور مکرم محمد ظہور خان صاحب پٹیالوی صحابی کی پوتی ہے - حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچی کا نام مریم صدیقہ تجویز فرمایا ہے احباب کی خدمت میں بچی اور اس کی والدہ کی صحت اور درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے - نیز دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ بچی کو نیک اور خادمہ دین بنائے اور والدین کے لئے برکت کا موجب ہو. (منظور احمد خان ربوہ)

۲ - مکرم چوہدری شکر اللہ خان صاحب کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے احباب جماعت و بزرگان سلسلہ کی خدمت درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم احمدیت بنائے. محمد شفیع نجیب آبادی زعیم انصار اللہ کراچی -

درخواست دعا!

میرے ایک دوست مکرم چوہدری منصور احمد صاحب کاہلوں کئی روز سے بیمار چلے آ رہے ہیں - احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے ان کی کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے. والسلام
نذیر احمد چٹھہ - داتا دربار ... چاہ شور ...

موتیا بند
(CATARACT)

کھانے اور آنکھ میں ڈالنے کی دوا سے دور ہو جاتا ہے بشرطیکہ نظر ابھی کام دے رہی ہو -
شفائے موتیا بند (CATARACT)
مکمل کورس ۲۵ روپے پہلا نصف کورس ۱۲ روپے
آخری نصف کورس ۱۳ روپے خرچ ڈاک ۱-۲۵
کیمونٹو میڈیسن کمپنی ۳۵ کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور
ڈاکٹر راجہ ہومیو میڈیکل متصل ڈاکخانہ ربوہ

بلند پایہ تربیتی ماہنامہ "انصار اللہ" ہر احمدی گھرانے میں پہنچنا چاہئے سالانہ چندہ چھ روپے (ناظم ... مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

تمہارا مقصد اللہ تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کرنا اور اُس کی مخلوق کی سچی ہمدردی کرنا ہے

یہی وہ غرض ہے جو ہر وقت تمہاری نظروں کے سامنے رہنی چاہیئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ قرآن مجید کی آیت لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ ۔۔۔۔ الخ ۔ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

[redacted]

" اس آیت میں نیکی کی علامات بیان کی گئی ہیں اور بتایا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک حقیقی نیکی کیا چیز ہے۔ فرماتا ہے مشرق و مغرب کی طرف مونہہ کرنا نیکی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اخلاص اور سوز و گداز کی کیفیت بھی ہونی چاہیئے۔ اگر اس کے نتیجہ میں دعاؤں اور ذکر الٰہی کی عادت پیدا نہیں ہوتی اگر اس کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ کی مخلوق سے ہمدردی پیدا نہیں ہوتی. اگر اس کے نتیجہ میں یتیموں اور غریبوں اور بیکسوں کی محبت ترقی نہیں کرتی تو محض مشرق و مغرب کی طرف مونہہ کر لینا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ مشرق و مغرب کی طرف مونہہ پھیرنے کا اللہ تعالےٰ

نے اس آیت میں اس لئے ذکر فرمایا ہے کہ چند رکوع قبل اس سورۃ میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (آیت ۱۱۶) یعنی اے مسلمانو! بے شک آج تم کمزور سمجھے جاتے ہو لیکن یاد رکھو مشرق و مغرب سب اللہ کا ہی ہے۔ ہم ایک دن ان لوگوں سے حکومت چھین کر تمہیں مشرق و مغرب کا حکمران بنا دیں گے اور تم جس طرف بھی اپنے لشکر لے کر نکلو گے تم اللہ کے وجود کو جلوہ گر پاؤ گے۔ یعنی قدم قدم پر تمہیں فتوحات نصیب ہوں گی اور قدم قدم پر خدا تعالےٰ تمہارے لئے اپنے

نشانات ظاہر فرمائے گا۔ پس چونکہ مسلمانوں کی دنیوی فتوحات کی پہلے پیشگوئی کی جا چکی ہے جس کے مطابق انہوں نے مشرق و مغرب کا حکمران بننا تھا۔ اور جب کسی قوم کو دنیوی فتوحات حاصل ہو جائیں تو اس بات کا شدید خطرہ ہوتا ہے کہ وہ کہیں دنیا کی طرف ہی نہ جھک جائے اور خدا تعالےٰ سے مخلصانہ تعلق جو اس کی فتوحات کا مرکزی نقطہ ہوتا ہے اس کو نظر انداز نہ کر دے اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں مسلمانوں کو ان کی اعتقادی اور عملی اصلاح کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔

یعنی کامل نیکی یہ نہیں کہ تم مشرق و مغرب کے ملکوں پر اپنا تسلط جما لو اور فتوحات پر فتوحات حاصل کرتے چلے جاؤ بے شک یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک بڑا بھاری انعام ہے مگر کامل نیکی صرف مادی فتوحات کا نام نہیں بلکہ نام ہے اللہ تعالےٰ اور یوم آخرت پر اور ملائکہ پر اور قرآن کریم پر اور تمام نبیوں پر سچے دل سے ایمان لانے کا اور کامل نیکی نام ہے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں اور غلاموں کی آزادی کے لئے اپنے اموال خرچ کرنے کا۔ اسی طرح کامل نیکی نام ہے نمازیں قائم کرنے کا اور زکوٰۃ دینے کا اور اپنے عہدوں کو پورا کرنے کا اور مالی مشکلات اور بیماریوں اور جنگ میں صبر اور استقامت سے کام لینے کا۔ پس بے شک دنیوی فتوحات بھی حاصل کرو مگر اس بات کو مت بھولو کہ صرف ملکوں پر غلبہ حاصل کرنا تمہارا مقصود نہیں بلکہ تمہارا مقصد اللہ تعالےٰ سے کامل تعلق پیدا کرنا ہے اور اس کی مخلوق کی سچی خدمت کرنا ہے اور یہی وہ غرض ہے جو ہر وقت تمہاری نظروں کے سامنے رہنی چاہیئے "!

(تفسیر سورۃ البقرہ صفحہ ۳۵۲)

اراکین بنیادی جمہوریت تحصیل چنیوٹ کا تربیتی کورس اختتام پذیر ہوگیا

اختتامی تقریب میں سردار صغیر احمد وائس چیئرمین میونسپل کمیٹی چنیوٹ کی صدارتی تقریر

ربوہ ۔ اراکین بنیادی جمہوریت تحصیل چنیوٹ کا تربیتی کورس جو ۴ اپریل کو ربوہ میں شروع ہوا تھا ۹ اپریل کو بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اس کورس کے انسٹرکٹر جناب ناصر احمد ظفر اور جناب عبد المجید ناصر سیکرٹری یونین کونسل رجوعہ دھیٹھیاں تھے۔ کورس کے خاتمہ پر تربیت یافتہ اراکین بنیادی جمہوریت کے اعزاز میں محترم صاحبزادہ مرزا انور احمد چیئرمین ٹاؤن کمیٹی ربوہ و ممبر ڈسٹرکٹ کونسل جھنگ نے وسیع پیمانے پر پرتکلف ظہرانہ دیا۔ جس میں مبلغین سلسلہ احمدیہ، غیر ملکی طلباء اور دیگر معززین شریک ہوئے۔ کھانے کے بعد سردار صغیر احمد وائس چیئرمین میونسپل کمیٹی چنیوٹ کی صدارت میں ایک مختصر سا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں جناب چوہدری غلام قادر صاحب بھٹی سپروائزر بنیادی جمہوریت نے صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب کو تربیتی کورس کے دوران جملہ اراکین بنیادی جمہوریت اور اساتذہ تربیتی کورس کو ہر طرح آسائش بہم پہنچانے پر خراج تحسین پیش کیا۔ نیز اہل ربوہ اور جماعت احمدیہ کی تنظیم خدمت جذبوں اور بلند کردار کا شاندار الفاظ میں اعتراف کیا۔ بعد ازاں جناب مہر محمد عیسےٰ چیئرمین یونین کونسل احمد نگر نے علی الخصوص صاحبزادہ مرزا انور احمد کا اور اساتذہ تربیتی کورس و اہل ربوہ کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں صدر جلسہ سردار صغیر احمد نے سید سلطان حسین شاہ اور مہر نواب نیکوکارہ کی مسلم لیگ میں شمولیت کو صاحبزادہ مرزا انور احمد کا بڑا کارنامہ قرار دیا۔ اجلاس کی کارروائی ختم ہونے کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے تمام ممبران بنیادی جمہوریت کو شرف ملاقات بخشا۔

فوجی بھرتی :۔ مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۶۶ء بروز ہفتہ بوقت ۱۰ بجے صبح ریسٹ ہاؤس چنیوٹ میں فوجی بھرتی ہوگی امیدوار کا قد پانچ فٹ چھ انچ اور تعلیم کم از کم مڈل ہے امیدوار اپنا تعلیمی سرٹیفکیٹ جو منظور شدہ ہو پر ہو اور جب پیشکوائی کی خدمت میں حاضر ہونے کے وقت ساتھ لیتے آئیں ہمراہ ضرور لائیں۔ (ناظر امور عامہ)

تقریب شادی اور شکر ایزدی

(حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری)

اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے اس ناچیز کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے احسانوں سے نوازا یہ کوئی کم احسان نہیں تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اپنی خلافت میں جس سب سے پہلے نکاح کا اعلان اپنی ناسازی طبع کے باعث اپنی جائے قیام پر ہی فرمایا وہ خاکسار کے نواسے عزیز نسیم احمد بی اے ایل ایل بی کوئٹہ کا تھا جو مکرم ملک عطا محمد صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کوئٹہ کے بیٹے ہیں ان کا نکاح عزیزہ نعیمہ صاحبہ ایم اے بنت ڈاکٹر عطاء القدوم صاحب نوشہرہ سے ہوا تھا۔ اور حضور نے لڑکی کے والد کی درخواست قبول فرماتے ہوئے لڑکی کی طرف سے منظوری کا اعلان فرمایا تھا۔ اب جبکہ عزیزہ نعیمہ نسیم صاحبہ ایم اے کے رخصتانہ کا موقع تھا حضرت میری اس درخواست پر کہ جس طرح حضور میری ہمشیرہ اختر الملک صاحبہ کی شادی کے موقع پر حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ہمراہ پٹیالہ تشریف لے گئے تھے اب بھی خود تشریف لا کر احسان فرما دیں۔ لیکن اگر موجودہ ذمہ داریوں کی وجہ سے خود تشریف نہ لا سکیں تو اپنے بچوں میں سے کسی کو بھجوا دیں یا کسی اور شخص کو اپنی طرف سے بھجوا دیں۔ چنانچہ میری اس درخواست پر حضور نے از راہ خاص نوازش مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور پرائیویٹ سیکرٹری کو اپنی طرف سے اس تقریب شادی پر بھجوا کر احسان فرمایا۔ جو کہ ۱۱ اپریل ۱۹۶۶ء کو بمقام نوشہرہ چھاؤنی ہوئی۔ حضور کی اس نوازش کا جس قدر بھی شکر کروں کم ہے فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

حضور کی خدمت میں اور احباب جماعت کی خدمت میں اس شادی کے دونوں خاندانوں اور سلسلہ کے لئے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(خادم قدرت اللہ سنوری ۱۱ اپریل ۱۹۶۶ء)